تلخیص و انتخاب۔ حافظ محمد ابراہیم فانی
فاضل و مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

قرآن کریم

صحیفۂ نفرت ۔ یا ۔ پیامِ آشتی

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے — کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا (اکبر الٰہ آبادی)

رفعِ مسیح سے لے کر بعثت قدسی تک اوہام پرستی بدعقیدگی اور جاہلی رسومات کا دور دورہ تھا۔ ہر شخص مجسمہ ظلم اور ننگِ انسانیت تھا۔ شرافت تڑپ رہی تھی۔ مسجودِ ملائک تنورِ دہشت میں دہکتا رہا۔ مجبور اور بے سہارا نفوس اخوت و مودت کو ترس رہے تھے۔ کمزور اور بے بس قومیں قہر و غضب کی بھٹی میں پک رہے تھے۔ گھر گھر عصبتیں اور ہر فرد پہ تفوّق اور برتری کا عفریت سوار تھا۔ محبت صرف نام کا ایک شے اور وجود اس کا عنقا۔ تمام عالم کفر، شرک، ظلم اور نفرت جہل و بہیمیت کا سایہ چھایا ہوا تھا۔ تاریخ تمدنِ عرب قبل القرآن کا مطالعہ کرنے والا آج کا مہذب انسان ان کو اپنے سے علیحدہ ایک نوع تصور کرے گا۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ قرآن سے پہلے وہ کیا تھے اور قرآن کے بعد ان کی زندگی کا نقشہ ہی بدل گیا۔ اس نسخہ کیمیا کی زود اثری ملاحظہ ہو کہ تئیس ۲۳ سال کے مختصر عرصے میں ایسی جماعت پیدا کی جس کے بارے میں کسی نے بجا طور پر فرمایا ہے۔ ؎

جھکا دیں گردنیں فرطِ ادب سے کجکلاہوں نے — زباں پر جب عرب کے ساربانزادوں کا نام آیا

تمدن عرب قبل القرآن عنوانِ مذکورہ پر تو مستقل تصانیف لکھی گئی ہیں۔ لیکن بطور نمونہ یہاں پر ایسے اقتباسات پیش کرتا ہوں جس سے تصویر کا دوسرا رخ واضح ہو کر تقابل میں ممد و معاون ثابت ہو سکے۔

علامہ شمس الحق افغانی لکھتے ہیں:۔

" قرآن حکیم جس قوم اور جس ملک میں ظاہر ہوا وہ تمام عالمی برائیوں کا مرکز تھا۔ یعنی ملکِ عرب اور قومِ عرب، اعتقادی برائیوں کا یہ حال تھا کہ خدا پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ بت پرستی عام تھی۔ انصاف اور عدل مٹ چکا تھا۔ اور پورا جزیرۃ العرب

ظلم کدہ بن چکا تھا اور ہر قوی کمزور کو کھاتے جارہا تھا۔ اور دیگر ذرائع معاش نہ ہونے کی وجہ سے لوٹ کھسوٹ ہی ان کے لئے واحد ذریعہ معاش بن چکا تھا۔ اس سنگدلانہ مظالم سے ان کی اولاد بھی محفوظ نہ تھی۔ یہاں تک کہ وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے۔ جنسیات اور مسکرات کا استعمال اس قدر عام تھا کہ کوئی مجلس شراب نوشی سے خالی نہ تھی۔ اتحاد و اتفاق کے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ اور ہر قوم اور قبیلے کے افراد ہمیشہ ایک دوسرے سے برسر پیکار رہتے تھے۔ اور یہ خانہ جنگی اور قوم کشی ان کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ اصلاح کے تمام اسباب، تعلیم و تربیت قانون مفقود تھے۔ جہالت لاقانونیت اور خود سری عام تھی۔ یہ ایسے حالات تھے کہ انسانی وسائل و ذرائع سے ان کی اصلاح ہزار سال میں بھی ممکن نہ تھی۔" (علوم القرآن صہ ۴۴)

نابغۂ عصر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ عربوں کی جنگ جویانہ فطرت کے بارے میں رقمطراز ہیں:۔

"عرب فطرتاً جنگ جو واقع ہوئے تھے۔ جنگ ان کے لئے زندگی کی ایک ضرورت سے آگے بڑھ کر تفریح اور دل بستگی کا سامان بن گئی تھی جس کے بغیر ان کا جینا مشکل تھا۔ ایک شاعر فخریہ کہتا ہے کہ اگر ہم کو کوئی حریف قبیلہ نہیں ملتا تو اس خواہش کی تکمیل کے لئے ہم اپنے برادر و حلیف قبیلہ پر حملہ کر دیتے ہیں۔ ایک عرب شاعر دعا کرتا ہے۔ کہ میرا گھوڑا سواری کے قابل ہو جائے تو واللہ قبائل عرب میں جنگ کی آگ بھڑکا دے تاکہ مجھے اپنے گھوڑے اور اپنی تلوار کے جوہر دکھانے کا موقع ملے۔ جنگ کرنا اور خون بہانا ان کے لئے معمولی کام تھا۔ جنگ کو بھڑکانے کے لئے معمولی واقعات کافی تھے وائل کی اولاد، بکر و تغلب کے درمیان چالیس سال تک جنگ جاری رہی جس میں پانی کی طرح خون بہایا گیا۔ ایک سردار مہلہل نے اس کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے۔ کہ دونوں خاندان مٹ گئے۔ ماؤں نے اپنی اولاد گنوائی۔ بچے یتیم ہوتے آنسو خشک نہیں ہوتے۔ لاشیں دفن نہیں کی جاتیں۔ پورا جزیرۃ العرب گویا شکاری کا جال تھا۔ کوئی شخص نہیں جانتا تھا کہ کہاں لوٹ لیا جائے گا۔ اور کب دھوکا سے قتل کر دیا جائے گا۔ لوگ قافلوں میں اپنے ساتھیوں درمیان سے اچک لئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ عظیم الشان سلطنتوں کو اپنے قافلوں اور سفارتوں کے لئے چوکی پہرہ اور مضبوط بدرقہ اور قبائل کے سرداروں کی ضمانت کی ضرورت پڑتی تھی۔"

(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر صہ ۴۷)

متکلم وقت حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں:۔

"صاحب آیات بینات لکھتا ہے۔ کہ قرآن حکیم ایک ایسے زمانے میں اترا جب کہ دنیا ایک عجیب سکتے کے عالم میں تھی۔ اور آپ ایسے ملک میں مبعوث ہوئے جہاں اخلاقی تعلیم کا کچھ سامان نہ تھا اور ایسی قوم کی اصلاح آپ کے ذمہ کی گئی جو سوائے اوہام اور فاسد عقیدوں کے اور باطل خیالات، غلط رایوں اور وحشیانہ اعمال و بداخلاقی اور نفاق اور جنگ جوئی کے کسی قسم کی اخلاقی خوبی نہ رکھتے تھے۔"

(اعجاز القرآن صہ ۷۷)

کرۂ ارض اور صحیفۂ عالم آماجگاہِ ظلم و ستم

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ مطلب نہ اخذ کیا جائے کہ عربوں کے علاوہ باقی عالم ان نقائص و معائب سے پاک تھا۔ اور قرآن فقط عربوں کی سماجی، معاشرتی اور اخلاقی اصلاح کے لئے اتارا گیا تھا۔ بلکہ پیام قرآن آفاقی ہے۔ اس کے انقلاب آفریں احکام اور حیرت انگیز اصول تمام نوعِ بشر اور عالمِ انسانیت کے لئے نجات کے ضامن ہیں۔ لیکن چند مخصوص حکم و مصالح کی بنا پر عربوں کو اس کے تخاطب کا موقع ملا۔ عالم کے تمام دوسرے خطے اور منطقے بھی ان مصائب سے دوچار تھے۔ دنیا پر جہل و ظلم۔ نفرت و ستم کا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ تمام عالم کا حدود اربعہ مہیب تاریکی کی زد میں تھا۔ مولانا علی میاں صاحب مدظلہ دنیا کا عمومی جائزہ کے زیر عنوان رقم طراز ہیں۔

" ایک انگریز سیرت نگار آر۔وی۔سی بوڈلے (R.V.C. BODLEY) اپنی کتاب "پیغامبر" (میں زمانہ بعثت کی دنیا کا عمومی جائزہ لیتے ہوئے اس وقت کے قابلِ ذکر ممالک و اقوام کا تذکرہ کرتا ہے:-

" قدیم روایات کے باوجود چھٹی صدی عیسوی کی اس دنیا میں عربوں کی کوئی اہمیت حاصل نہ تھی حقیقت میں کسی کی بھی کوئی اہمیت نہ تھی۔ یہ ایک نزاع کا دور تھا جب کہ مشرقی یورپ اور مغربی ایشیا کی عظیم سلطنتیں تباہ ہو چکی تھیں۔ یا اپنے شاہی دور کے اختتام پر تھیں۔ یہ ایک ایسی دنیا تھی جو اب بھی یونان کی فصاحت۔ ایران کی عظمت اور روما کی شوکت و جلال سے متحیر تھی۔ اور کوئی ایک ایسی شے یا کوئی ایک مذہب بھی نہ تھا جو ان میں سے کسی کی جگہ لیتا۔

یہودی تمام دنیا میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ انہیں کوئی مرکزی رہنمائی حاصل نہ تھی۔ حالات کے مطابق یا تو ان کو محض برداشت کیا جاتا یا اذیتیں دی جاتیں۔ کوئی ملک ان کا اپنا ذاتی نہ تھا۔ اور ان کا مستقبل اسی قدر غیر یقینی تھا جس طرح کہ آج ہے۔"

(انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر ص ۷۵)

آئی کتاب زندہ قرآن حکیم

مذکورہ بالا اقتباسات میں عالمگیر تاریکی اور تمدن عرب قبل القرآن کا ایک پرتو دکھایا گیا ہے۔ لیکن نزولِ قرآن کے بعد ان کی حالت کیا بنی۔ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

" آپ کے الہامی بیان اور خدائی قوت نے ان پر ایسی عجیب و غریب تاثیر کی کہ اس سے ان کے تمام ظاہری و باطنی حالتیں بدل گئیں۔ برسوں کے بھٹکے ہوئے خدا کی راہ پر چل نکلے۔ اور مدتوں کے سوئے ہوئے غفلت کی نیند سے چونک پڑے۔ جو مشرک تھے وہ موحد ہو گئے۔ جو کافر تھے وہ ایمان لے آئے۔ جو بت پرست تھے وہ بت شکن بن گئے۔ جو گمراہ تھے وہ خدا کی راہ دکھانے والے جاہلانہ حمیت اور وحشیانہ عصبیت کا ان میں نام و نشاں نہ رہا۔ خاندانی جھگڑے اور پشتینی عداوتیں جاتی رہیں۔ دماغ نخوت و غرور سے خالی ہو گئے۔ اور ان کے دل توکل، حلم، بردباری

زہد و پرہیز گاری اور جمیع اخلاقی صفات سے بھر گئے۔ آپ کی تعلیم و ہدایت نے ایک ایسا گروہ خدا پرست۔ پاک طینت راست باز اور نیک دل لوگوں کا قائم کر دیا جن کی کوششوں سے شرک و بت پرستی کی آواز جو تمام جزیرہ نمائے عرب میں گونج رہی تھی بند ہوگئی۔ بتوں نے عدم کا راستہ لیا۔ بت خانوں کا نشان مٹ گیا۔ آتش کدے ٹھنڈے پڑ گئے تثلیث کا طلسم ٹوٹ گیا۔ اوہام پرستی کا باطل خیال باطل ہوگیا۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ حق ظاہر ہوگیا اور باطل مغلوب اور بلاشبہ باطل مغلوب ہی ہو کر رہتا ہے۔

(اعجاز القرآن صہ ۷۸)

اور علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ "اعجاز تاثیری" کے زیر عنوان فرماتے ہیں:۔

"قرآن کے لئے اصلاحِ عرب کا ایک ایسا کٹھن کام بالخصوص ایسے وقت میں کہ قرآن کے تئیس سالہ زمان نزول میں سے تیرہ سالہ جو مکی زندگی کا زمانہ ہے۔ قرآنی اصلاح کی بندش کا زمانہ ہے کہ کفار مکہ کی جابرانہ قوت نے قرآنی آواز کو پورے تیرہ سال دبائے رکھا۔ اور قرآنی تبلیغ کی تمام راہیں مسدود کر دی گئیں۔ ہجرت کے بعد قرآن کو کسی حد تک آزادی حاصل ہوئی۔ لیکن باقی ماندہ گیارہ سال کی مدنی زندگی میں سے آٹھ سال یعنی فتح مکہ تک قرآن کے لئے ایسے تھے کہ خود دشمنانِ قرآن مدینے پر حملہ کرکے قرآنی تبلیغ اور کلام الٰہی کی آوازِ حق کو جنگ کے ذریعہ دبانے کی کوشش کرتے رہے جس کی وجہ سے اس آٹھ سال کی جنگی فضا میں بھی قرآن کو آوازِ حق پہنچانے کی آزادی نہ مل سکی۔ زمانۂ نبوت و قرآن کے تئیس سال میں سے اکیس سال منہا کرنے کے بعد آزادانہ اثر اندازی کے لئے صرف دو اڑھائی سال ملے ہیں۔ اس مختصر سے وقت میں قرآن نے اپنی تعلیم اور آوازِ حق سے جو اصلاحی انقلاب عرب میں لایا۔ وہ دنیا کو معلوم ہے۔ اور صفحات تاریخ میں نمایاں ہے۔ اور دوست دشمن اس کا اقرار کرتے ہیں۔ خدائی حقوق کی اقامت کا یہ حال رہا کہ بت پرستی یک قلم نابید ہوگئی۔ اور گھر گھر خدا پرستی اور توحید کا ایسا چرچا پھیلا کہ وہی بت پرست خود بت شکن بن گئے۔ ان کی زبانوں پر ہر وقت اللہ کی توحید جاری ہوگئی۔ سر وحدہٗ لاشریک کی عبادت میں جھک گئے۔ دلوں میں اللہ کی عظمت بھر گئی۔ غیر اللہ کا خوف قلوب سے نکل گیا۔ انسانی حقوق کا یہ حال تھا کہ جو قوم اپنے حقیقی بھائیوں کی دشمن تھی وہ اسلامی اور قرآنی رشتے کی وجہ سے بلال حبشیؓ، صہیب رومیؓ اور سلیمان فارسیؓ کو اپنے حقیقی بھائیوں سے زیادہ محبوب سمجھنے لگی۔ خانہ جنگی کا خاتمہ ہوا اور پوری عرب قوم محبت و اخوت کے رشتہ میں منسلک ہو کر ایک فولادی دیوار بن گئی۔ جوا بازی۔ سود خوری۔ شراب نوشی۔ چوری۔ ڈاکہ۔ قتل۔ ظلم نہ صرف عرب سے مٹ گئے۔ بلکہ قرآن سے متاثرین عرب کا قدم جہاں پہنچا۔ وہاں بھی ان برائیوں کا نام و نشان نہیں رہا۔"

علوم القرآن صہ ۴۵

قرآن عالمی امن و آشتی کا پیغامبر | ایسے تاریک و تیرہ دور میں جس سے نگاہِ خرد خیرہ ہو جاتی تھیں وہ کون سے

قرآنی اصول تھے۔ وہ کونسے نورانی فرامین تھے جن سے ظلمکدۂ عالم وحشت زار کرۂ ارض بقعۂ نور بن گیا۔

ارشاد قرآن ہے:-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تاکہ تم پہچان لئے جاؤ۔ یقیناً تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے

قرآنی دعوت عام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً (البقرہ)

اے ایمان والو! مسلمانی میں داخل ہو جاؤ۔ پورے (جو کہ صلح و آشتی کا مظہر اتم ہے)

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ. إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ (الحجرات)

اور اگر مسلمانوں کے دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ پس اگر ان میں سے ایک زیادتی پر تلا رہے تو اس سے جنگ کرو۔ جو زیادتی کا مرتکب ہو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے پس اگر وہ لوٹ آئے تو دونوں فریقوں کے درمیان عدل کے مطابق صلح کرا دو۔ اور انصاف پر استوار رہو یقیناً اللہ کو پسند آتے ہیں انصاف کرنے والے مومن باہم بھائی بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ صلح بھلائی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (نحل)

اللہ حکم دیتا ہے کہ ہر (معاملے میں) انصاف کرو (سب کے ساتھ) بھلائی سے پیش آؤ۔ قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرو۔ اور تمہیں روکتا ہے بے حیائی کی باتوں سے۔

اتحاد و اتفاق باہمی ربط و ضبط وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی

سے پکڑو۔ اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

رَابِطُوا (آپس میں) ربط پیدا کرو۔

بھلائی بمقابلہ برائی

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ (حم سجدہ)

اور نیکی اور بدی برابر نہیں (بدی کو) اس طریقے سے دور کر جو اچھا ہے۔

دیگر موجبات اختلال امن اور ان کا انسداد

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۝ (الحجرات)

ہنسی نہ اڑائیں ایک قوم کے لوگ دوسری قوم کے لوگوں کی۔ شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو چڑانے کی غرض سے ایک دوسرے کے نام نہ رکھو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

اے ایمان والے لوگو! بہت بدگمانیوں سے پرہیز کرو کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ (الحجرات)

اے ایمان والو اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس خبر لائے تو (اسے صحیح سمجھنے سے پیشتر) تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ (خبر سنتے ہی) تم نادانی سے دوسری قوم پر جا پڑو۔ پھر کل اپنے کئے پر پچھتانے لگو۔

بلال سیدنا۔ انسانیت کی بہار | یا ایسا وقت تھا کہ آقا اپنے غلام کو چوپایوں سے بھی بدتر سمجھتا تھا۔ غلام کو معاشرہ میں بحیثیت فرد مقام دینے کو تیار تھے اور بقول امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ "دنیا استبداد و استعباد کے عذاب الیم میں مبتلا تھی۔ غلامی کی زنجیروں نے اس کا بند بند جکڑ رکھا تھا۔ فرماں روایان ملک امرائے شہر روسائے قبائل اپنے اپنے حلقہ فرماں روائی میں ارباباً من دون اللہ تھے۔ اور ان کے اطاعت گذار اور پیرو ان کے ہاتھ بالکل مثل معدوم الارادہ آلات عمل کے تھے جن کی زندگی کا موضوع واحد صرف اپنے قادر قابض کی تکمیل ہوائے نفس و اتباع مرضات تھا۔" (رسول رحمت)

لیکن قرآنی انقلاب نے ان میں ایسی سپرٹ پیدا کی کہ حضرت عمر بن الخطابؓ جیسا بھاری بھرکم شخصیت بلال سیدنا کہنے پر فخر کرنے لگا۔ بقول مولانا آزاد مرحوم

"چنانچہ بارگاہ اقدس میں زیدؓ، اسامہؓ، اور بلالؓ یا دوسرے مساکین کا درجہ حضرت عباسؓ سے کم نہ تھا جو آپؐ کے

بچانتے تھے" (رسولِ رحمت صہ ۶۸۷)

جناب شمس بریلوی صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"اپنی تہذیب وشائستگی کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے اور اپنی سماجی برتری کا دعویٰ کرنے والی قومیں اپنے متمدن عاشرہ سے انگلیوں ہی پر شمار ہونے والے چند ایسے نفوس کا پتہ دے دیں جن کو حضرت بلال رضؓ، حضرت صہیب رضؓ ن سنان، حضرت سلیمان فارسیؓ۔ حضرت زید بن حارثہؓ۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسا شرف و اعزاز ان ی قوم نے دیا ہو۔ کہ ان کے آگے ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ اپنی آنکھیں بچھاتے تھے"

(تعارف برغلامانِ اسلام صہ ۶)

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد | قرآن پاک اور دیگر صحفِ سماوی ہیں جو ہمہ گیر اور عالم گیر پیام الفت و ودت اور ترغیب صلح ومحبت موجود ہے ۔اس کا اقرار دشمن بھی کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی یہ کہا جاتا ہے

ان رسولوں کی کتابیں طاق میں رکھ دو فراز   نفرتوں کے یہ صحیفے عمر بھر دیکھے گا کون

فوا اَسَفًا!